(قسط ۳)

جمال الدین الاسنوی

اور ان کی طبقات الشافعیہ

ڈاکٹر حافظ عبد العلیم خاں ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی (علیگ) لکچرر شعبہ دینیات
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

اصول فقہ:

(۱۳) الکوکب الدری فی تخریج مسائل الفقہ علی النحو[۱]: بروکلمان نے اس کا نام "الکوکب الدری فی علم الاصول الشافعیہ" لکھا ہے۔ یہ کتاب اپنی نوع کی منفرد کتاب ہے۔ اور اس قسم کی کتابیں غالباً اسنوی سے قبل نہیں لکھی گئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے نحوی قواعد پر فقہ کے مسائل کی تخریج کے اصول بتلائے ہیں۔ اس طرح اس میں نحو اور فقہ کے مسائل ساتھ ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو مرتب کرتے وقت اپنے استاذ ابوحیان الاندلسی کی نحو کی دو کتابیں "الارتشاف" اور "تسہیل المقاصد" اور فقہ کی کتابوں میں امام رافعی (م ۶۲۳ھ) کی الشرح الکبیر اور امام نووی کی کتاب الروضۃ سے کافی مدد لی ہے۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے[۲]

---

[۱] ابن قاضی شہبہ: طبقات ۲؍۹۴ ۔ العقد المذہب ص ۲۸۷؛ الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴ شذرات الذہب ۶/۲۲۴ ۔ کشف الظنون ۲/۱۵۲۳ حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱ بروکلمان ۲/۹۰ تمہ ۲/۱۰۷

[۲] کشف الظنون ۲/۱۵۲۲۔

الباب الاول فی الاسماء

الباب الثانی فی الافعال

الباب الثالث فی الحروف

الباب الرابع فی تراکیب متفرقۃ

انڈیا آفس کے مخطوطہ کی تفصیلات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے یہ کتاب اپنی کتاب "التمہید" کے ذیل کے طور پر لکھی ہے۔ اور "التمہید" کے دوران تصنیف ہی اس کی ترتیب کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔ اور ۷۶۰ھ میں اس کو مکمل کیا۔ اس کے بعد اس نے کچھ اضافے بھی کئے ہیں مصنف کے اصل مسودے پر ابراہیم الدمیاطی نے ۷۷۴ھ میں نظر ثانی کی۔ اس کے بعد یہی کتاب منظر عام پر آئی[1]

اس کتاب کے متعدد نسخے، اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اس کا سب سے اہم نسخہ پرنسٹن لائبریری کے گیرٹ کلکشن میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی کتابت مصنف کی وفات کے دو سال بعد ۷۴۷ھ میں کی گئی۔ اس میں ۵۲ اوراق ہیں۔ پورا نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اور اسماء و عنوانات کے لئے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ اتفاق سے یہ نسخہ مکمل نہیں ہے۔ اور ورق ۱ و ۲ کے درمیان سے کچھ اوراق غائب ہیں۔ کاتب کا نام بھی درج نہیں ہے[2]

اس کا دوسرا نسخہ انڈیا آفس کی لائبریری میں محفوظ ہے جو ۱۵ رجمادی الاخری ۷۹۴ھ

---

[1] نمبر ۳۳۰ فہرست انڈیا آفس لائبریری ص ۸۱

[2] نمبر P.H. HITTI A DESCRIPTIVE CAT. OF AR. MSS. (1817)

GARRETT COLLECTION, PRINCTON LIBRARY. P. 540

کا نوشتہ ہے۔ اور اغلب گمان یہ ہے کہ مصنف کے اصل مسودے سے منقول ہے۔ اس میں ۶۴ اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔ مخطوطہ کے اوّل و آخر کے صفحات پر اسنوی کی مدح میں کئی قصائد نقل کیے گئے ہیں۔ کن لوگوں نے یہ قصائد لکھے ہیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے[1]

اس کا تیسرا نسخہ چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن میں محفوظ ہے۔ اس میں ۸۲ اوراق ہیں اور اس کی کتابت بروز شنبہ ۱۶ ربیع الاول ۷۹۴ھ کو دمشق میں کی گئی ہے۔ کاتب کا نام حسن نابت النامی ہے صاف روشن خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے[2]

اس کا چوتھا نسخہ برلن (جرمنی) میں محفوظ ہے۔ یہ مخطوطہ ایک مجموعہ میں شامل ہے اور تیسرے نمبر پر ہے۔ ورق ۱۱۵ سے ۱۷۶ تک ۶۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے[3]

اس کے دو نسخے دارالکتب المصریۃ میں زیرِ عنوان اصول فقہ شافعی مخطوط ہیں[4]۔ اس کے علاوہ بروکلمان نے بعض دوسرے نسخوں کا بھی ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے[5]

(۱۴) نهایۃ السول فی شرح منہاج الوصول الی علم الاصول[6]: مشہور مفسر قرآن کریم امام بیضاوی (م ۶۸۵ھ) کی مشہور تصنیف منہاج الوصول الی علم الاصول ہے۔ یہ کتاب

---

[1] فہرست انڈیا آفس لائبریری ص ۸۱

[2] نمبر ۴۲۶۹ - فہرست چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن (بزبان انگریزی) ۸۲/۵

[3] نمبر (۳) ۴۴۱۰ فہرست کتب خانہ برلن (جرمنی) (بزبان جرمنی) ۳۰/۴

[4] نمبر ۱۴ - ۲۸ - فہرست الدار ۲۹۳/۱ - ۱۵۵/۲

[5] بروکلمان ذیل ۱۰۷/۲

[6] الدرر الکامنۃ ۳۵۴/۲ - العقد المذہب ص ۲۸۰ - حسن المحاضرۃ ۲۰۱/۱ ہدیۃ العارفین ۵۶۱/۱ طبقات ابن قاضی شہبہ ۱۲۲

اصول فقہ میں ایک اہم مقام کی حامل ہے اس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں[1]۔ یہ کتاب اسی کی شرح ہے۔ ابن قاضی شہبہ اپنی طبقات میں اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "اسنوی کی یہ شرح منہاج کی سب سے عمدہ شرح ہے اور سب سے زیادہ نفع بخش، مصنف نے اس کو ۷۴۰ھ کے اواخر میں مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب ابن امیر الحاج (م ۸۷۹ھ) کی کتاب التقریر والتحبیر کے حاشیہ پر تین جلدوں میں بولاق (ترکی) سے ۱۳۱۶ھ میں شائع ہو چکی ہے[2]۔

(۱۵) زیادات المنہاج[3]: اسنوی نے یہ کتاب امام بیضاوی (م ۶۸۵ھ) کی تصنیف منہاج الوصول الی علم الاصول پر زیادات کے نام سے مرتب کی ہے۔ اس کے کسی نسخہ کا علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۱۶) التمہید فی تنزیل الفروع علی الاصول الفقہ[4]: اصول فقہ پر اسنوی کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے فقہی مسائل کی تخریج کے اصول بتلائے ہیں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ ایک اصولی مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اس سے متفرع شدہ مسائل کو بہت وضاحت سے بیان کرتے ہیں[5]۔ ابن قاضی شہبہ نے اس کا سن تصنیف ۷۶۸ھ لکھا ہے[6]۔

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے کشف الظنون ۲/۱۸۷۸

[2] سرکیس: معجم المطبوعات ۱/۴۴۵

[3] العقد المذہب ص ۲۲۷، بغیۃ الوعاۃ ص ۳۰۴

[4] طبقات ابن قاضی شہبہ نمبر ۶۴۷۔ الدرر الکامنہ ۲/۳۵۴، حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۱، ہدیۃ العارفین ۱/۵۶۱

[5] کشف الظنون ۱/۴۸۴

[6] طبقات ابن قاضی شہبہ نمبر ۶۴۷

ہدیۃ العارفین اور بروکلمان میں اس کا نام "التمہید فی استخراج المسائل الفروعیۃ من القواعد الأصلیۃ" ہے[1] یہ کتاب الزرکلی کے بیان کے مطابق طبع ہو چکی ہے[2] لیکن میں نے اس کے کسی مطبوعہ نسخے کو نہیں دیکھا ہے۔ محمد بن سلیمان شمس الدین ابو عبد اللہ الصرخدی (م ۷۹۲ھ) نے اس کا ایک اختصار تیار کیا تھا اور اس کتاب پر کچھ اعتراضات بھی کئے تھے[3]

(۱۷) الأشباہ والنظائر[4] ابن قاضی شہبہ لکھتے ہیں کہ جب اسنوی کا انتقال ہوا اس وقت یہ کتاب مسودہ کی شکل میں تھی اور مکمل نہ تھی[5] حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ "اسنوی نے پانچ اوراق میں اس کتاب کا مسودہ تیار کیا تھا جو صرف ۵ ابواب پر مشتمل تھا لیکن مصنف اس کو آخری شکل نہ دے سکے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی وجہ سے اس میں بکثرت اوہام ہیں[6]۔ اسکے کسی نسخے کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

الفرائض:

(۱۸) الجواہر المضیئۃ فی شرح المقدمۃ الرحبیۃ[7] یوسف بن عبد اللطیف، صلاح الدین الحبی الشافعی (   ) فن فرائض کے ایک ماہر عالم تھے انھوں نے بحر رجز کے

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/ ۵۶۱ - بروکلمان ۲/ ۹۰

[2] الزرکلی، الأعلام ۴/ ۱۱۹

[3] شذرات الذہب ۲/ ۳۲۵

[4] الدرر الکامنہ ۲/ ۳۵۴ - حسن ۱/ ۲۰۱ طبقات ابن قاضی شہبہ نمبر ۶۴۶

[5] طبقات ابن قاضی شہبہ نمبر ۶۴۶

[6] کشف الظنون ۱/ ۱۰۰

[7] العقد المذہب ص ۲۸۷ - حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱ ہدیۃ العارفین ۱/ ۵۶۱ ایضاح المکنون ۱/ ۳۷۹

ایک قصیدے میں فنِ فرائض کے مسائل کو نظم کیا تھا اور اس کا نام "غنیۃ الباحث" رکھا تھا۔ لیکن عام طور پر یہ کتاب "الفرائض الرجبیۃ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر متعدد علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جس کی تفصیل حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں دی ہے[1]، اسنوی نے بھی اس قصیدہ کی شرح الجواہر المضیئۃ کے نام سے لکھی۔ افسوس ہے کہ اس کے کسی نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔

النحو:۔

(۱۹) شرح الالفیۃ لابن مالک[2]: مشہور نحوی محمد بن عبد اللہ المعروف بابن مالک (م ۶۷۲ھ) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کی کتاب "الالفیۃ" نحو میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی سینکڑوں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ اسنوی نے بھی اس کی یہ شرح لکھنی شروع کی تھی لیکن بقول سیوطی صرف ۱۶ اجزاء لکھ پائے تھے۔ اس کے بھی کسی نسخے کا علم نہیں ہو سکا ہے۔

(۲۰) شرح تسہیل الفوائد وتکمیل المقاصد[3]: یہ بھی ابن مالک (م ۶۷۲ھ) کی تسہیل الفوائد کی شرح ہے۔

العروض:۔

(۲۱) نہایۃ الراغب فی شرح عروض ابن الحاجب[4]: جمال الدین عثمان بن عمر

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۲۱۱

[2] ہدیۃ العارفین ۱/ ۵۶۱ - حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱

[3] حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱

[4] طبقات ابن قاضی شہبہ نمبر ۶۴۶؛ العقد المذہب ص ۲۸۷؛ الدرر الکامنہ ۲/ ۳۵۴
حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱۔ کشف الظنون ۲/ ۱۱۳۴۔

ابوعمرو، المالکی المعروف بابن الحاجب (م ۶۴۶ھ) فن عروض کے استاذ مانے جاتے ہیں۔ انھوں نے سہولتِ حفظ کے خاطر فنِ عروض کی بحور کے اوزان و قوافی کو بحر بسیط کے ایک قصیدے میں نظم کیا ہے۔ اور اس کا نام " المقصد الجلیل فی علم الخلیل " رکھا۔ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اور بہت اہمیت رکھتی ہے۔ مختلف زمانوں میں اس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں اس کی سب سے مبسوط شرح محمد بن محمد السفاقسی (م ۷۴۴ھ) نے لکھی تھی۔ اس کے بعد احمد بن عثمان الترکمانی المعروف بابن صبیح (م ۷۴۴ھ) نے لکھی۔ اسنوی کو چونکہ شروع ہی سے اس فن سے دل چسپی رہی ہے۔ اس لئے انھوں نے بھی یہ شرح لکھی۔

اسنوی اپنی اس شرح کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ " ابن حاجب کی یہ کتاب بہت نفع بخش اور جامع ہے۔ میں نے بھی اس کی ایک مبسوط شرح لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس میں تمام الفاظ کی تشریح ہوگی اس کے علاوہ میری اس شرح کی مزید دو خصوصیتیں اور ہوں گی جن کی طرف عام طور پر شراح نے توجہ نہیں دی ہے۔ پہلی خصوصیت یہ کہ میں نے مشکل مقامات پر اعراب لگائے ہیں اور دوسری یہ کہ استشہاد کے طور پر جو اشعار اصل کتاب میں دیئے گئے ہیں تصحیف کے خوف سے ان کو مشکول کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ابتدا میں ایک فصل میں تمام زحافات کے قواعد یکجا طور پر بیان کر دیئے گیے ہیں[1]۔" بہر حال اسنوی کی یہ شرح ان خصوصیات کی بنا پر دوسری شرحوں سے ممتاز ہے۔

اس کتاب کا واحد نسخہ چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن میں محفوظ ہے۔ اس مخطوطے کے بارے میں مرتب فہرست آربری کی یہ رائے ہے کہ اس کے علاوہ اس کے کسی نسخے کے بارے میں ان کو کوئی علم نہیں ہے۔ یہ مخطوطہ ایک مجموعہ میں شامل ہے۔ اس مجموعے کی پہلی کتاب بھی ابن الحاجب کی اسی کتاب کی شرح ہے جس کو حسن بن القاسم بن عبداللہ بدر الدین المالکی

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۱۴۴

المرادی (م ۷۴۹ھ) نے لکھا ہے۔ یہ بہت مفصل شرح ہے۔ اس کتاب کے بعد ورق ۴۳ سے ۴۰ تک اسنوی کی نہایۃ الراغب کا مخطوطہ ہے۔ اس طرح یہ مخطوطہ ۹۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا سن کتابت ۱۶ شوال ۸۳۳ھ ہے اور کاتب محمد بن حسن بن علی النواجی الشافعی ہیں۔ مخطوطہ مکمل ہے اور اچھی حالت میں ہے۔[1]

التفسیر:

(۲۲) شرح (انوار التنزیل للبیضاوی)[2]: ساتویں صدی ہجری کے مشہور شافعی مفسر ناصر الدین البیضاوی (م ۶۸۵ھ) کی تفسیر "انوار التنزیل" اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر بہت مشہور ہے اور ہندوستان میں درس نظامیہ کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ اس تفسیر پر بکثرت حواشی اور اس کی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ اسنوی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی لیکن اس کے کسی نسخے کا علم نہیں ہے۔

تذکرہ:

(۲۳) طبقات الشافعیۃ[3]

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین و مقلدین کے حالات زندگی لکھنے کا سلسلہ تیسری صدی ہجری ہی سے شروع ہو گیا تھا اور اس سلسلہ کی سب سے پہلی کتاب بقول تاج السبکی رحمہ اللہ ابو سلیمان داؤد بن علی الأصفہانی (م ۲۷۰ھ) نے امام شافعی کے حالاتِ زندگی میں لکھی تھی اور اس کے آخر میں ضمناً امام شافعیؒ کے چند متبعین کے مختصر حالات قلمبند کئے تھے[4] لیکن باقاعدہ

---

[1] نمبر (۲) ۵۰۲۷ فہرست کتاب خانہ چسٹر بیٹی لائبریری ڈبلن ۱۳/۷

[2] ھدیۃ العارفین ۵۶۱/۱

[3] ابن قاضی شہبہ: طبقات ۹۴۶؛ الدرر ۳۵۴/۲؛ حسن ۲۰۱/۱، العقد المذہب ص ۲۸۷۔

[4] تاج السبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱۱۴/۱

طور پر شوافع کی طبقات کی تصنیف و تالیف کا کام پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ ابوحفص عمر بن علی المطوعی (م ۴۴۰ھ) نے المذہب فی ذکر شیوخ المذہب لکھ کر تذکرۂ علمای شافعیۃ کی تالیف کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد ابوالطیب طاہر بن عبد اللہ الطبری (م ۴۵۰ھ) ابوعاصم العبادی (م ۴۵۸ھ)، ابو اسحاق الشیرازی (م ۴۷۶ھ)، ابومحمد عبدالوہاب الشیرازی (م ۵۰۰ھ)، ابونجیب السہروردی (م ۵۶۳ھ)، ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ)، ابن باطیش (م ۶۵۵ھ)، اور امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے اس فن میں کتابیں تصنیف کیں۔[۱] لیکن ان کتابوں میں زیادہ تر کتابیں مختصر ہیں ان میں سے صرف ابوعاصم العبادی اور ابو اسحاق الشیرازی کی "طبقات الفقہا" طبع ہو چکی ہیں۔

اسنوی کی طبقات الشافعیۃ سے قبل متذکرہ بالا چند کتابیں علمای شوافع کے حالات میں لکھی جا چکی تھیں لیکن مختصر اور تشنہ تھیں۔ اسنوی خود اپنی "طبقات" کے فاتحۃ الکتاب میں لکھتے ہیں کہ "شوافع کی طبقات میں ابوعاصم العبادی اور ابو اسحاق الشیرازی اور ابن الصباغ (م ۴۷۷ھ) کی طبقات الفقہا، متقدمین کی طبقات کی بہ نسبت زیادہ مشہور اور رائج تھیں۔ لیکن یہ تینوں کتابیں بھی اکثر مشہور شافعی علمار کے حالات سے خالی تھیں۔ جیسے المزنی، الربیع الجیزی، الربیع المرادی، یونس بن عبد الاعلیٰ، حرملہ، ابن ابی الجارود، الزعفرانی، الکرابیسی محمد بن نصر المروزی، ابن المنذر، ابن خزیمۃ وغیرہم"۔[۲] اسنوی کے اس بیان سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسنوی سے قبل کی تصنیف شدہ طبقات کی کتابیں بعض حیثیتوں سے ناقص تھیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ ایک جامع کتاب تیار کی جائے۔

تالیف کتاب کا سبب | خود مصنف نے اپنی کتاب کی تالیف کا سبب فاتحۃ الکتاب میں

---

[۱] تاج السبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱/۱۱۴

[۲] اسنوی: طبقات الشافعیۃ (نسخہ خطیہ) ص ۳

بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "جب میں اپنی کتاب "المهمات" (جو کہ امام رافعی (م ۶۲۳ھ) کی "الشرح الکبیر" اور امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی "روضۃ الطالبین" کی شرح ہے) کو مکمل کر چکا تو میں نے ارادہ کیا کہ المہمات جو بیس انواع پر مشتمل ہے۔ اور اس میں ایک نوع میں اصحاب امام شافعی کے حالات پر بھی بحث کی گئی ہے، اس کو علیحدہ ایک مستقل کتاب کی شکل میں ترتیب دے دیا جائے تاکہ عام لوگوں کو ائمہ شافعیہ کی ولادت، وفات وطن تصانیف، ان کے مناصب، اور ان کے اشعار وغیرہ کے بارے میں آسانی سے معلومات ہو سکے چنانچہ میں نے تاریخ اور طبقات کی مشہور کتابوں کی مدد سے اس کام کو شروع کیا۔"

ترتیب کتاب | اسنوی[1] نے اپنی اس کتاب (طبقات الشافعیۃ) کی ترتیب کے بارے میں بھی کتاب کی ابتداء میں ایک مستقل فصل قائم کر کے بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اس فن (یعنی تذکرہ نگاری) میں بعض مصنفین ایسے گذرے ہیں جنھوں نے اپنی کتابوں کو ادوار پر منقسم کیا ہے اس قسم کے مصنفین میں ابو عاصم العبادی (م ۴۵۸ھ) اور ابو اسحاق الشیرازی (م ۴۷۶ھ) ہیں۔ بعض مصنفین ایسے ہیں جنھوں نے اپنی طبقات کو اسماء اعلام کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ اور اس میں بھی حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے جیسے ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) اور تفلیسی (م ۶۷۲ھ) وغیرہ اور مرتبین مشیخات۔ طبقات الشافعیۃ کے بعض مصنفین ایسے ہیں جنھوں نے عام مؤرخین کی طرح سنین کے لحاظ سے لوگوں کے حالات جمع کیے ہیں۔ بہرحال ان سب کتابوں کے مطالعہ میں کافی دقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور کسی شخص کے بھی حالات معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ یا تو اس شخص کا نام یاد ہو یا اس کی تاریخ وفات معلوم ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسری صورت سامنے نہیں ہوتی۔"

اس کے آگے مصنف لکھتے ہیں کہ "میں اس کتاب (طبقات الشافعیۃ) کی ترتیب کے بارے

---

[1] اسنوی: طبقات الشافعیۃ ص ۲

میں استخارہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میری رہنمائی فرمائی اور میں نے اپنی کتاب کی ترتیب حروف معجم پر رکھی۔ اور جو اشخاص جن ناموں سے مشہور ہیں اسی لحاظ سے ان کے حالات لکھے مثلاً اگر کوئی شخص اپنی کنیت یا نسبت یا لقب یا اپنی کسی تصنیف کی وجہ سے مشہور ہے تو اس کی کنیت یا لقب یا تصنیف کے پہلے حرف کا اعتبار کرکے اسی حرف معجم کے ذیل میں اس کے حالات بیان کئے ہیں مثال کے طور پر ابن شریح اور ابوسلمة کے حالات "حرف سین" میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ، ابن بنت الشافعی کے حالات حرف شین اور صاحب کتاب التتمة " اور " صاحب کتاب التقریب" کے حالات حرف "ت" میں ، "الاسفرایینی" کے حالات " ہمزہ " میں ، امام الحرمین کے حالات حرف "ح" میں امام رافعی کے حالات حرف " ر " میں اور امام نووی کے حالات حرف " ن " میں بیان کئے گئے ہیں۔ مذکورالصدر اشخاص اسی کنیت لقب اور نسبت سے مشہور ہیں[1]

مصنف نے سب سے پہلے ایک مستقل فصل میں امام شافعی کے حالاتِ زندگی لکھے ہیں۔ دوسری فصل میں امام شافعی کے چند معاصرین اور ان اشخاص کے حالات لکھے ہیں جنھوں نے براہ راست امام شافعی سے علم حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد "الف" سے "ی" تک ہر حرف تہجی کے تحت دو فصلیں قائم کی ہیں۔ فصل اول میں ان علماء کے حالات بیان کئے ہیں جن کا ذکر امام رافعی کی الشرح الکبیر اور امام نووی کی الروضة میں آیا ہے اور فصل ثانی میں عام علماء شوافع کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

بہرحال اس کتاب کی تصنیف کے وقت مصنف کے پیش نظر دو باتیں خاص طور پر رہی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ ایک مکمل اور جامع طبقات الشافعیة تیار کی جائے اور دوسری یہ کہ اس کی ترتیب ایسی رکھی جائے جس سے عوام کو مراجعت کرنے میں آسانی ہو۔ کیوں کہ مصنف سے پہلے

---

[1] اسنوی: طبقات الشافعیة ص ۵ - ۶ - (نسخہ پٹنہ)

لوگوں نے جو کتابیں شوافع کے حالات میں لکھی تھیں وہ ناقص تھیں اور ان سے مراجعت کرنے میں کافی دقتیں ہوتی تھیں ۔

اسنوی کی یہ کتاب (طبقات الشافعیۃ) (۱۳۰۸) شافعی علماء کے حالات زندگی اور انکی تصانیف کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ مکتبہ خدابخش پٹنہ کے مخطوطہ کے ترقیمہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصنف نے اس کی تصنیف کا آغاز ۷۵۰ھ سے کچھ قبل کیا تھا اور ۲۱ شوال ۷۶۹ھ اس کی تکمیل سے فراغت حاصل ہوئی۔ تقریباً بیس سال تک مصنف اس پر محنت کرتا رہا اور اس کی جمع و ترتیب و تہذیب میں مشغول رہا۔ مصنف نے کافی محنت و تلاش و جستجو و تحقیق سے حالات جمع کئے ہیں۔ اور خاص طور پر اسماء اور انساب کی تحقیق میں کافی محنت کی ہے۔ اسماء و اماکن کو اکثر و بیشتر مقامات پر ضبط کیا ہے۔ بہت سے ایسے اشخاص کے حالات جمع کر دیئے ہیں جو بہت ہی غیر معروف ہیں اور دوسری کتابوں میں نہیں ملتے ہیں۔ بعض ایسے مقامات کو بھی ضبط کیا ہے۔ جو دوسری کتب جغرافیہ میں نہیں ملتے ہیں۔ حالات اگرچہ مختصر لکھے ہیں لیکن ضروری باتیں مل جاتی ہیں۔ اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اکثر لوگوں کے حالات کے ذیل میں ان کے آباء و اجداد، اولاد و احفاد کے حالات بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر امام قشیری کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے ان کی اولاد و انکے احفاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو یہ آسانی ہو جاتی ہے کہ امام قشیری کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے خاندان کے افراد کے بھی حالات ایک ہی جگہ مل جاتے ہیں جو اکثر دوسری کتابوں میں یکجا نہیں ملتے ۔

اختصار اور جامعیت کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ مجھے اس میں ایک نقص بھی نظر آیا۔ مصنف نے بعض اشخاص کے حالات اس حرف تہجی کے تحت لکھے ہیں جس میں ان کا ذکر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مثلاً "محمد بن الحسین ابوعبداللہ البنجدیہی" کے حالات "باب الہمزہ" میں لکھے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کا ذکر یا تو نسبت کا لحاظ کر کے حرف "ب" میں ہونا چاہئے تھا یا اگر نام (محمد) کا لحاظ کیا جاتا تو حرف "میم" میں ان کو رکھا جاتا اور اگر کنیت کا اعتبار کیا جاتا تو حرف "عین" میں ان کا ذکر مناسب تھا۔ جو

اشخاص اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں اس میں "اب" یا "ابن" کا لحاظ کرکے باب الہمزۃ میں عام طور پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ "اب" یا "ابن" کے بعد جو نام ہے اس کے حرف اوّل کا لحاظ کر کے حروف تہجی کے اسی حرف کے ذیل میں ان کے حالات لکھے گئے ہیں، اس لئے ابوعبداللہ محمد بن الحسین البندسیجی کا ذکر حرف عین، حرف میم یا حرف "ب" میں سے کسی ایک میں ہونا چاہئے تھا۔ نہ کہ حرف "ہمزہ" میں ۔۔۔ اسی طرح اور بھی کئی مثالیں پوری کتاب میں مل جائیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کاتبِ نسخہ کی بھی غلطی ہو وہ نسخہ جو بخط مصنف ہے اس کو دیکھنے کے بعد صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

اسنوی کی یہ کتاب بعد کے مورخین کے لئے ایک اہم ماخذ رہی ہے۔ ابن الملقن (م ۸۰۴) السیوطی (م ۹۱۱ھ) ابن حجر (م ۸۵۱ھ) ابن تغری بردی (م ۸۷۴ھ) نے اپنی اپنی کتابوں میں اس سے بہت سی عبارتیں نقل کی ہیں۔ صرف ابن قاضی شہبۃ (م ۸۵۱ھ) نے اپنی کتاب "طبقات الشافعیۃ میں ۱۱۰ (ایک سو دس) مقامات پر اس کے حوالے دیئے ہیں۔ اسی سے اس کی مقبولیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

طبقات الشافعیۃ کے مآخذ: طبقات الشافعیۃ کے عمیق مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کی ترتیب کے وقت پچاسوں کتابیں اسنوی کے زیر مطالعہ رہی ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام کتاب کی ابتداء میں لکھے ہیں اور اکثر کتابوں کے نام لکھے نہیں ہیں۔ اشخاص کے حالات کے ذیل میں کتابوں کے بکثرت حوالے دیئے ہیں جن کتابوں کے حوالے صراحتہً اس کی طبقات میں ملتے ہیں ان میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں اور کچھ اب تک چھپی نہیں ہیں۔ اور مخطوطات کی شکل میں دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں بعض مقامات پر مصنف نے کچھ اشخاص کے اقوال نقل کئے ہیں لیکن کتابوں کے نام نہیں لکھے ہیں۔ تلاش و تحقیق کے بعد بھی ان لوگوں اور ان کی تصانیف کے بارے میں معلومات نہیں ہو سکیں آخر میں ایسے اشخاص کے نام لکھ دیئے گئے ہیں۔

مصنف کے زمانے سے پہلے جتنی بھی طبقات الشافعیۃ لکھی گئی تھیں سبھی اس کتاب کا

مآخذ رہی ہیں۔ اسنوی نے مطوعی (م ۴۴۰ھ) ابو عاصم العبادی (م ۴۵۸ھ) ابو اسحاق الشیرازی (م ۴۷۶ھ) ابن الصبّاغ (م ۴۷۷ھ)، ابن مندۃ (م ۴۷۷ھ)، ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) ابن باطیش (م ۶۵۵ھ)، التفلیسی الموسوی (م ۶۷۲ھ) اور امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی طبقات الشافعیۃ[1] کا ذکر صراحتاً اپنی کتاب میں کیا ہے اور بکثرت ان کے حوالے دیئے ہیں۔ اس نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ مذکورہ طبقات میں سے التفلیسی (م ۶۷۲ھ) اور ابن باطیش (م ۶۵۵ھ) کی طبقات سب سے جامع اور مفصل تھیں اس لئے اس نے سب سے زیادہ انہیں سے استفادہ کیا ہے۔

اُس وقت تک کی مروجہ طبقات الشافعیۃ کے علاوہ، مصنف نے تاریخ کی اہم کتابوں سے بھی خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ تاریخ کی مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالے اسنوی کی طبقات میں ملتے ہیں۔ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) کی "تاریخ بغداد"۔ حاکم (م ۴۰۵ھ) کی "تاریخ نیسابور" ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) کی تاریخ دمشق، ابن یونس (م ۳۴۷ھ) کی "اخبار مصر ورجالها" امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی "التاریخ الکبیر"، ابن زولاق (م ۳۸۷ھ) کی "تاریخ قضاۃ مصر" ابن ماکولا (م ۴۷۵ھ) کی "الاکمال"، ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) کی "وفیات الأعیان" امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) کی تاریخ الاسلام "تذکرۃ الحفاظ" اور "العبر فی خبر من غبر"، البرزالی (م ۷۳۹ھ) کی "التاریخ" ابو شامۃ (م ۶۶۵ھ) کی "کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین" ابن نقطۃ (م ۶۲۹ھ) کی "تکملۃ الاکمال" ابن السمعانی (م ۵۶۲ھ) کی ذیل علی تاریخ بغداد، "تاریخ مرو" عبد الغافر النیسابوری (م ۵۲۹ھ) کی "السیاق فی تاریخ نیسابور" ابن النجار (م ۶۴۳ھ) کی "ذیل علی تاریخ بغداد" اور ابن الدبیثی (م ۶۳۷ھ) کی ذیل علی تاریخ بغداد۔

اس کے علاوہ مختلف شہروں اور ان کے باشندوں کے بارے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ بھی مصنف کے پیش نظر رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں: ۱۔ ابن مندۃ (م ۳۰۱ھ)

[redacted]

کی "تاریخ اصفہان"، شیرویہ الدیلمی (م ۴۴۵ھ) کی "تاریخ ہمذان"، حمزۃ السہمی (م ۴۲۷ھ) کی "تاریخ جرجان"، البیہقی (م ۴۵۸ھ) کی "تاریخ جرجان" اور ابو نصر عبد الرحمٰن الہروی کی تاریخ ہراۃ ۔

بعض مصنفین نے علیحدہ سے معجم کے نام کتابیں لکھی ہیں۔ اس قسم کی مندرجہ ذیل کتابوں سے مصنف نے استفادہ کیا ہے ۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) کی معجم الشیوخ، شہاب الدین القوصی (م ۶۵۳ھ) کی "تاج المعاجم" اور ابن السمعانی (م ۵۶۲ھ) کی معجم الشیوخ ۔

فقہ کی بعض کتابیں بھی اس کتاب کا مآخذ رہی ہیں جیسے امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی شرح المہذب، امام رافعی (م ۶۲۳ھ) کی "الأمالی"، امام الحرمین (م ۴۷۸ھ) کی "النہایۃ" القاضی حسین (م ۴۶۲ھ) کی "التعلیق الکبیر"۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں کا بھی ذکر طبقات میں ملتا ہے اور مصنف نے ان سے استفادہ کیا ہے :-

المشیخۃ للامام السلفی (م ۵۷۶ھ) المشیخۃ للمنذری (م ۶۵۶) المشیخۃ لابن النجار (م ۶۴۳ھ) المشیخۃ لابن السمعانی (م ۵۶۲ھ) ابن عدی (م ۳۶۵ھ) کی "الکامل فی الضعفاء"، اصفہانی (م ۵۹۷ھ) کی خریدۃ القصر، الثعالبی (م ۴۲۹ھ) کی "یتیمۃ الدہر" اور یاقوت الحموی (م ۶۲۶ھ) کی معجم البلدان ۔

اسنوی نے مندرجہ ذیل اشخاص کے اقوال جابجا اپنی طبقات میں نقل کئے ہیں لیکن یہ نہیں ذکر کیا چونکہ ان اشخاص کی کن کتابوں سے یہ اقوال لئے ہیں تلاش کے باوجود ان لوگوں کی کتابوں کے نام نہیں مل سکے۔

(۱) یعقوب بن سفیان الفسوی (۲) ابو الفتح الأزدی (۳) ابو منصور التمیمی (۴) الساجی (م [illegible]ھ) (۵) ابو الولید حسان القرشی (م ۳۴۹ھ) (۶) ابو محمد الأکفانی (م ۵۲۴ھ) (۷) [illegible] السمرقندی (۸) ابو الحسن الرازی ۔

(باقی)